دینِ ابراہیمؑ اور ریاست اسرائیل
قرآن مجید کی روشنی میں (۳)

تالیف : عمران این حسین ـــــــ اردو ترجمہ : سید افتخار احمد

بابِ سوم

قرآن مجید اور اللہ تعالیٰ کے عہد سے اسمٰعیلؑ کا اخراج

اب ہم قرآن مجید کو تورات کے اس دعویٰ کی جانچ کے لئے بطور کسوٹی استعمال کریں گے کہ اللہ تعالیٰ نے :

- اسمٰعیل علیہ السلام کو اپنے میثاق سے خارج کیا (اور اس طرح ان کو اپنے والد کی وراثت سے محروم کیا)
- اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد کو ابراہیم علیہ السلام کی نسل کے اعزاز سے خارج کیا (کیونکہ اضحاق سے تیری نسل کا نام چلے گا)
- اور اسمٰعیل علیہ السلام کی تذلیل کی (وہ گورخر کی طرح آزاد مَرد ہوگا۔ اس کا ہاتھ سب کے خلاف اور سب کے ہاتھ اس کے خلاف ہوں گے)۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اقرار فرمایا کہ ہم نے ابراہیم علیہ السلام کا چند احکام کے ذریعے امتحان لیا' جس میں وہ کامیاب ہوئے۔ جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے اعلان فرمایا : ﴿ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ﴾ "میں تمہیں دُنیا کا امام و پیشوا (مذہبی لیڈر یا برگزیدہ پیغمبر) مقرر کرتا ہوں۔" انہوں نے التجا کی ﴿ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي ﴾ "اور میری اولاد میں سے بھی (امام و پیشوا پیدا کر)" اللہ نے جواب دیا ﴿ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ ﴾ "مگر میرا وعدہ ان کے لئے نہیں ہے جو ظلم کرنے والے ہیں۔" (البقرہ ۲ : ۱۲۴)

عہد نامہ

ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا میثاق ایک متبرک آسمانی عہد ہے جس کے ذریعے ان کو اور ان کی نسل کو امام (یعنی مذہبی پیشوا) کے درجہ پر فائز کیا گیا۔ اس عہد نامہ کا خلاصہ درج ذیل ہے :-

- کہ ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبر تھے۔
- کہ ابراہیم علیہ السلام اَبُ الانبیاء (نبیوں کے باپ) ہوں گے۔
  یعنی آنے والے پیغمبر ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے ہوں گے۔
- کہ وحی الٰہیہ ابراہیم علیہ السلام اور ان کی نسل کے پیغمبروں پر نازل ہوگی۔
- کہ ابراہیم علیہ السلام اور ان کی نسل کے پیغمبروں کا کنعان (فلسطین) کی متبرک سرزمین سے خاص تعلق رہے گا۔
- کہ تمام پیغمبر بنی ابراہیمؑ کے اس دین کی طرف رہنمائی کریں گے۔ جو تمام انسانیت کے لئے نمونہ بنے۔
- کہ ابراہیم علیہ السلام کی نسل کو فلسطین کی متبرک سرزمین عطا کی جائے گی' جس کا مقصد ایک ایسی مثالی امت کا قیام ودوام ہے جو دین ابراہیمؑ پر کاربند رہے۔
- کہ ابراہیم علیہ السلام کی نسل کے ان لوگوں کو جو ظلم کا راستہ اختیار کریں (یعنی گناہ اور فریب کے مرتکب ہوں)' انسانیت کی امامت و پیشوائی کے درجہ اور فلسطین کی متبرک سرزمین کی ملکیت' جو ایک دوسرے کے ساتھ لازم و ملزوم ہیں' سے خارج کر دیا جائے گا۔
- کہ یہ میثاق ابراہیم علیہ السلام کی نسل کے کچھ لوگوں کے ساتھ آخری پیغمبر کے آنے تک جاری رہے گا۔
- کہ فلسطین کی متبرک سرزمین اُس وقت تک ابراہیم علیہ السلام کی نسل ہی کی ملکیت رہے گی جب تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس عہد کے ساتھ وفا کریں گے۔

قرآن مجید تورات کے اس دعویٰ کی تردید کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسمٰعیل علیہ السلام کو اس میثاق سے خارج کر دیا۔ اس ضمن میں قرآن مجید کے مندرجہ ذیل ثبوت

ملاحظہ ہوں۔

پہلا ثبوت : آج کے یہود کے نظریہ کے مطابق اسمٰعیل علیہ السلام کا میثاق سے اخراج یہ واضح کرتا ہے کہ صرف یہودی ہی اللہ تعالیٰ کے منتخب بندے ہیں۔ ان کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کا اطلاق صرف ان پر ہی ہے۔ نتیجتاً وہ مانتے ہیں کہ پیغمبری بھی صرف ان کا ہی حق ہے۔ کیونکہ وحی اور پیغمبری میثاق کے اسی موضوع سے متعلق ہے۔ لہٰذا اسمٰعیل علیہ السلام پیغمبر بھی نہیں ہو سکتے۔ یعنی اگر میثاق کے حق دار صرف اسحٰق علیہ السلام ہیں جیسا کہ تورات میں مذکور ہے اور اسمٰعیل علیہ السلام اس سے خارج ہیں تو اسمٰعیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پیغمبر بھی نہیں ہو سکتے۔ اس کی تصدیق بھی تورات میں مذکور ہے جب تورات نے ان کی تذلیل کی : "یعنی وہ گورخر کی طرح کا آزاد مَرد ہو گا........" ایک گورخر کی طرح کا آزاد مَرد کبھی بھی اللہ تعالیٰ کا پیغمبر نہیں ہو سکتا۔

قرآن کی رو سے ابراہیم علیہ السلام کے میثاق کے مطابق انہیں (اسمٰعیل علیہ السلام) کو امام و پیشوا مانا گیا ہے۔ قرآن مجید کی آیت ۲: ۱۲۴ کے سیاق و سباق میں امام کی اصطلاح مذہبی پیشوائیت کے پیکر اور مرکز و محور ہونے کے ناطے پیغمبر ہی کے ہم معنی ہے۔ جب ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ کیا میری اولاد میں سے بھی؟ تو اس کا واحد مطلب یہی تھا کہ کیا میری اولاد میں سے بھی؟ پیغمبر مبعوث کئے جائیں گے۔ چنانچہ قرآنی نظریہ کے مطابق بھی اسمٰعیل علیہ السلام کا اخراج اگر ہو تو اس سے مراد پیغمبری سے اخراج ہی ہے۔ لیکن قرآن مجید نے واضح الفاظ میں ارشاد فرمایا کہ اسمٰعیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پیغمبر تھے :

﴿ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ ۚ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ۝ ﴾ (مریم ۱۹ : ۵۴)

"اور ذکر کر کتاب میں اسمٰعیل (علیہ السلام) کا کہ یقیناً وہ وعدہ کا سچا تھا اور تھا وہ (اللہ تعالیٰ کا) رسول اور نبی"۔

جیسا کہ قرآن مجید تصدیق کرتا ہے کہ اسمٰعیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پیغمبر تھے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ میثاق میں شامل تھے۔ لہٰذا تورات کا اسمٰعیل علیہ السلام کے بارے میں میثاق سے اخراج کا بیان اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں تھا۔ یہ کذب ہے اور اس پر یقین کرنا شرک ہے۔ کسی موقع پر تورات میں اسمٰعیل علیہ السلام کو میثاق سے خارج کرنے کی تبدیلی

کی گئی ہے۔ یہ تبدیلی کیوں کی گئی؟ اس تبدیلی کا مقصد و مدعا کیا تھا؟ یہ تبدیلی کس نے کی؟ یہ تبدیلی کب کی گئی؟ ان سوالوں کے جواب کے لئے ہم دوبارہ رجوع کریں گے۔

دوسرا ثبوت : اگر اسحٰق علیہ السلام میثاق کے انعام یافتہ اور اسمٰعیل علیہ السلام خارج شدہ ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ اسمٰعیل علیہ السلام کی نسل سے کوئی پیغمبر نہیں ہوگا۔ کیونکہ پیغمبری ہی اس میثاق کا نتیجہ ہے۔ اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ صرف کسی اسرائیلی (یہودی) پر ہی وحی نازل ہو سکتی ہے۔ مگر قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ تصدیق کرتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نبی اور رسول تھے۔ اور یہ بھی تصدیق ہے کہ قرآن مجید محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کیا گیا تاکہ وہ ان لوگوں کو خبردار کریں جن کے باپ دادا خبردار نہیں کئے گئے تھے۔

﴿ یٰسٓ ○ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ ○ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ○ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ○ تَنْزِیْلَ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ ○ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُھُمْ فَھُمْ غٰفِلُوْنَ ○ ﴾ (یٰسٓ ۳۶ : ۱-۶)

"یٰسین! قسم ہے اس محکم قرآن کی۔ آپ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) یقیناً (اللہ تعالیٰ کے) پیغمبروں میں سے ہیں، سیدھے راستے پر ہیں (اور یہ قرآن) غالب اور رحیم ہستی کا نازل کردہ ہے۔ تاکہ آپؐ خبردار کریں ایسی قوم کو کہ جس کے باپ دادا خبردار نہیں کئے گئے تھے اور اس وجہ سے وہ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔"

قرآن مجید واضح طور پر تصدیق کرتا ہے کہ اسمٰعیل علیہ السلام کے بعد ان کی نسل کے عربوں میں کوئی پیغمبر پیدا نہیں ہوا۔ تب اللہ تعالیٰ نے ان میں سے ایک پیغمبر مبعوث فرمایا۔ وہ پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم عربی تھے اسرائیلی نہیں تھے۔ اور وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم عربوں کی طرف اسمٰعیل علیہ السلام کی نسل میں سے بیان کئے گئے ہیں۔ اور ان کا شجرہ نسب بھی براہ راست اسمٰعیل علیہ السلام سے ملتا ہے۔

صحیح مسلم کی کتاب الفضائل میں حدیث ہے کہ واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا : "اللہ تعالیٰ نے اسمٰعیل علیہ السلام کی نسل میں سے کنانہ کو فضیلت عطا فرمائی، کنانہ میں سے یہ فضیلت اللہ تعالیٰ نے قریش کو عطا فرمائی، قریش میں یہ فضیلت اللہ تعالیٰ نے بنی ہاشم کو عطا فرمائی۔ اور بنی ہاشم کے قبیلہ میں یہ فضیلت اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی"۔

سلامہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ اسلم کے کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے جو تیر اندازی کی مشق کر رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "اے بنی اسمٰعیل! تیر اندازی کی مشق کرو کیونکہ تمہارے والد بڑے ماہر تیر انداز تھے۔ میں فلاں بن فلاں کے ساتھ ہوں۔" یہ سن کر ایک جماعت نے تیر اندازی بند کر دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ تم کیوں رُک گئے؟ انہوں نے جواب دیا : اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ! ہم کیسے تیر اندازی کر سکتے ہیں جب کہ آپ ہماری مخالف جماعت کے ساتھ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "جاری رکھو' کیونکہ میں تم سب کے ساتھ ہوں"۔ (بخاری' کتاب الانبیاء)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ "ابراہیم علیہ السلام نے سچائی کو نہیں چھپایا' سوائے تین موقعوں کے۔ دو دفعہ اللہ تعالیٰ کے لئے جب انہوں نے کہا کہ "میں بیمار ہوں" اور "یہ بڑے بت نے کیا ہے"...... تب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ "اے بنی ماء السماء (اے جنت کے پانی یعنی زم زم کی نسل!) ہاجرہ (سلام علیہا' اسمٰعیل علیہ السلام کی والدہ) تمہاری ماں تھی۔" (بخاری' کتاب الانبیاء)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو "ابن الذبیحین" "دو قربانیوں کا بیٹا" سے تعبیر فرمایا۔ (یعنی دو باپ جو اللہ تعالیٰ کے حضور قربان ہونے والے تھے۔ ایک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد عبداللہ اور دوسرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد اسمٰعیل علیہ السلام) جیسا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی (یعنی قرآن مجید) نازل ہوئی' اس طرح جس طرح کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ بیان جو تورات میں اسمٰعیل علیہ السلام اور ان کی نسل کے میثاق سے اخراج کے بارے میں ہے' جھوٹ ہے۔ اور یہ شرک ہے۔

دراصل آج کے یہود و نصاریٰ کا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور قرآن کی الہامی حقانیت سے مسلسل انکار کا ایک جزوی سبب ان کا یہ اعتقاد ہے کہ اسمٰعیل علیہ السلام کے میثاق سے اخراج کے بعد نبوت اور وحی صرف اور صرف اسحٰق اور یعقوب علیہما السلام کی نسل کا حق ہے اور جب بھی موسیٰ یا عیسیٰ علیہما السلام کی طرف سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کوئی پیشین گوئی کی گئی تو انہوں نے اسے چھپایا یا توڑ مروڑ کر بیان کیا۔ یقیناً اس غلط بیانی کا مقصد قرآن مجید

کی حقانیت کو چھپانا ہے۔ قرآن مجید بنی اسرائیل کو تنبیہ کرتے ہوئے اسی تحریف کا حوالہ دیتا ہے :

﴿ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴾

(البقرۃ ۲ : ۴۲)

"اور مت ملاؤ صحیح میں غلط اور مت چھپاؤ سچ کو جان بوجھ کر!"

تیسرا ثبوت : جیسا کہ تورات میں مذکور ہے کہ صرف اسحٰق علیہ السلام میثاق میں شامل ہیں اور اسمٰعیل علیہ السلام بالخصوص میثاق سے فارغ شدہ ہیں، تو اس کا مطلب ہے کہ اسحٰق علیہ السلام کو ہی قربان کیا جانے والا بچہ ہونا چاہیئے تھا نہ کہ اسمٰعیل علیہ السلام کو، جب اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنے بیٹے کی قربانی کا حکم دیا تھا۔ ایسا کیوں؟ کیونکہ اسمٰعیل علیہ السلام تورات کے مطابق میثاق سے ہی فارغ تھے اور ان پر ذلت تھی کہ "وہ گورخر کی طرح آزاد مرد ہو گا۔ اس کے ہاتھ سب کے خلاف اور سب کے ہاتھ اس کے خلاف ہوں گے۔" اور ایسا بیٹا جس سے ابراہیم علیہ السلام کی نسل نہیں چلے گی۔ اس کا مطلب ہے کہ ایسے بیٹے کو قربان کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے جس کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ یہ تو ابراہیم کا کوئی امتحان نہ ہوا، یا ان کی طرف سے کوئی قربانی نہ ہوئی۔ اور جیسا کہ تبدیل شدہ تورات کے مطابق اسمٰعیل علیہ السلام کی تذلیل کی گئی ہے اور پھر وہ میثاق میں بھی شامل نہیں ہے۔ پھر تو اصولی طور پر اسحٰق علیہ السلام جن کے لئے میثاق ہے، کو ہی قربانی والا بچہ ہونا چاہیئے۔ اسی لئے تحریف شدہ تورات جسے J.H. Hertz نے مدون کیا ہے، بیان کرتی ہے :

> "ان باتوں کے بعد یہ ہوا کہ خدا نے ابراہام کو آزمایا اور اس سے کہا "اے ابراہام!" اس نے کہا "میں حاضر ہوں۔" تب اس نے کہا کہ "تو اپنے بیٹے اضحاق کو جو تیرا اکلوتا بیٹا ہے اور جسے تو پیار کرتا ہے، ساتھ لے کر موریاہ کے ملک میں جا اور وہاں اسے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ پر جو میں تجھے بتاؤں گا، سوختنی قربانی کے طور پر چڑھا"۔ (پیدائش ۲۲ : ۱۔۲)

یہی بیان W. Gunther Plaut کی مدون کردہ تورات میں ملاحظہ کیجئے :

> "کچھ عرصہ بعد خدا نے ابراہام کا امتحان لیا۔ اس نے اس سے کہا "ابراہام!"......اپنے بیٹے کو لے جا۔ اپنے پسندیدہ اضحاق کو جس سے تجھے محبت ہے، موریاہ کی سرزمین پر جا اور اسے وہاں سوختنی قربانی کے طور پر پیش کر"۔

(پیدائش ۲۲ : ۱-۲)

اس کے بعد ملاحظہ کیجئے کس طرح کیتھولک اپنی کتاب

"*New American Bible for Catholics (with revised New Testament and revised Book of Psalms)*"

میں اس کو پیش کرتے ہیں :

"ان باتوں کے کچھ عرصہ بعد خدا نے ابراہام کا امتحان لیا۔ اس نے کہا "اے ابراہام!
وہ بولا۔ "میں حاضر ہوں" تب خدا نے کہا "اپنے بیٹے اضحاق کو جو تمہارا اکلوتا ہے
جس سے تمہیں پیار ہے' اپنے ساتھ موریاہ کی سرزمیں میں لے جاؤ۔ وہاں تم اسے
سوختنی قربانی کے طورپر ایک بلندی پر جو میں تمہیں بتاؤں گا
پیش کرنا"۔ (پیدائش ۲۲ : ۱-۲)

اب یہاں نوٹ کریں کنتھر پلاٹ نے الفاظ "Your favourite one" استعمال کئے ہیں اور کیتھولک "Your only one" (تمہارا اکلوتا) کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ یوں وہ صحیح ترجمہ کرنے کی بجائے الجھاؤ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ الفاظ اس لئے مسئلہ کھڑا کرنے والے ہیں کہ اسحٰق علیہ السلام کبھی بھی اکلوتے بیٹے نہ تھے۔ یہ صرف اسمٰعیل علیہ السلام ہی تھے جو کسی وقت ابراہیم علیہ السلام کے اکلوتے بیٹے تھے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تورات میں تبدیلی کا عمل اب بھی جاری ہے۔ بہرحال "اکلوتا بیٹا" کے الفاظ جو موجود رہ گئے ہیں' ظاہر کرتے ہیں کہ اصل تورات میں یہ قربانی اسمٰعیل علیہ السلام کے بارے میں ہی تھی۔

یہ بات اہم ہے کہ قرآن مجید کے واضح الفاظ میں ابراہیم علیہ السلام کے لئے "اچھی خبر" اسحٰق علیہ السلام کی پیدائش کے بارے میں اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی کے بعد مذکور ہے۔

﴿ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ○ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ
السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَا ذَا تَرٰى ؕ
قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۫ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ○ فَلَمَّآ
اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ○ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ○ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا
كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ○ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ○ وَفَدَيْنٰهُ
بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ○ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ○ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ○

كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ○ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ○ وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ○ ﴾ (الصّٰفّٰت ۳۷ : ۱۰۰۔ ۱۱۲)

(ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی) "اے پروردگار' مجھے ایک بیٹا عطا کر' جو صالحوں میں سے ہو"۔ (اس دعا کے جواب میں) ہم نے اس کو ایک حلیم (بردبار) لڑکے کی بشارت دی۔ وہ لڑکا جب اس کے ساتھ دوڑ دھوپ کرنے کی عمر کو پہنچ گیا تو (ایک روز) ابراہیمؑ نے اُس سے کہا "بیٹا' میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں' اب تو بتا' تیرا کیا خیال ہے؟" اس نے کہا "ابا جان' جو کچھ آپ کو حکم دیا جا رہا ہے اسے کر ڈالئے' آپ ان شاء اللہ مجھے صابروں میں سے پائیں گے"۔ آخر کو جب ان دونوں نے سر تسلیم خم کر دیا اور ابراہیمؑ نے بیٹے کو ماتھے کے بل گرا دیا اور ہم نے ندا دی کہ "اے ابراہیمؑ' تو نے خواب سچ کر دکھایا۔ ہم نیکی کرنے والوں کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں۔ یقیناً یہ ایک کھلی آزمائش تھی"۔ اور ہم نے ایک بڑی قربانی فدیے میں دے کر اس بچے کو چھڑا لیا۔ اور اس کی تعریف و توصیف ہمیشہ کے لئے بعد کی نسلوں میں چھوڑ دی۔ سلام ہے ابراہیمؑ پر۔ ہم نیکی کرنے والوں کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں۔ یقیناً وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھا اور ہم نے اسے اسحٰقؑ کی بشارت دی' ایک نبی صالحین میں سے"۔

وحی الٰہی میں قربانی کے واقعہ کے فوراً بعد اسحٰق علیہ السلام کی پیدائش کے ذکر کا مقصد اس سے زیادہ واضح نہیں ہو سکتا۔ اب یہ بالکل واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو مطلع کیا ہے کہ اسحٰق علیہ السلام قربانی کے واقعہ کے بعد پیدا ہوئے۔ چنانچہ جب قربانی کا واقعہ پیش آیا اسمٰعیل علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام کے اکلوتے بیٹے تھے۔ ہم دوبارہ بیان کرتے ہیں کہ اسحٰق علیہ السلام کبھی بھی ابراہیم علیہ السلام کے اکلوتے بیٹے نہیں تھے۔ لہٰذا تورات کے موجودہ نسخے میں مذکور کہانی غلط ہے۔ قربانی والا بچہ مسلمہ طور پر اسمٰعیل علیہ السلام تھے۔ درحقیقت "اکلوتا بیٹا" کے الفاظ جو تورات میں موجود رہ گئے۔ اس بات کا ثبوت ہیں کہ اصل تورات میں قربانی والے بچہ کا نام اسمٰعیل علیہ السلام تھا۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تصدیق کی کہ اسمٰعیل علیہ السلام ہی قربانی والا بچہ تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو "ابن الذّبیحین" یعنی دو قربانیوں والا بیٹا (یعنی اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد عبداللہ کی قربانی) سے تعبیر کیا ہے۔ ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ اسمٰعیل علیہ السلام قربانی والے بچے تھے۔ لہٰذا وہ میثاق سے خارج نہیں تھے۔ تورات میں قربانی

والے بچے کا نام اسمٰعیل علیہ السلام کی جگہ اسحٰق علیہ السلام سے تبدیل کر دیا گیا ہے۔ صرف اس مقصد کے لئے کہ اسمٰعیل علیہ السلام کو میثاق سے خارج کر کے ایک بڑی تبدیلی کی جائے گی۔

یہ تو وحی کی دلیل ہے' اس کے علاوہ تاریخی دلیل بھی ہے۔ اسلام سے پہلے بت پرست عرب جو اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے تھے' حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے ہزاروں سال پہلے سے متواتر ہر سال ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کی یاد ان کے بیٹے کی جگہ ایک مینڈھے کی قربانی سے منایا کرتے تھے۔ وہ ایسا ہر سال' سالانہ حج کے موقع پر کیا کرتے تھے جہاں بے شمار جانور قربان کئے جاتے تھے۔ حالانکہ وہ لکڑی اور پتھر کے بتوں کی پوجا کرتے تھے' مگر قربانی کے جانور کی بے حد تعظیم کیا کرتے تھے۔ یہ جانور خاص طور پر چنے جاتے تھے' ان کی خاص پرورش اور حفاظت کی جاتی تھی' ان کو خوبصورتی سے سجایا جاتا تھا اور قربانی کے لئے دور دراز سے کعبہ لے جایا جاتا تھا۔ قربانی کو متبرک طریقے سے ادا کیا جاتا تھا' جس کی روگردانی کی کسی عرب میں ہمت نہیں تھی۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ : اگر (جیسا کہ تورات میں مذکور ہے) قربانی والا بچہ اسحٰق علیہ السلام تھے اور اگر (جیسا کہ تورات میں مذکور ہے) قربانی موریاہ پہاڑ (یہ پہاڑ یروشلم میں متبرک پہاڑ کے طور پر مانا جاتا ہے جہاں اب چٹان کا گنبد موجود ہے یعنی مسجد اقصیٰ) پر ادا ہوئی اور اگر موریاہ پہاڑ فلسطین میں ہے تو تمام بنی نوع انسان میں صرف عرب کے بت پرست جو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی نسل سے تھے' کیوں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کے واقعہ کے گزرنے کے ہزاروں سال بعد تک تسلسل سے اصلی قربانی کا تہوار مناتے چلے آرہے تھے؟ اور کیوں آج بھی یہ تہوار اسی طرح عرب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھوں بنی ہوئی مسجد کعبہ پر لاکھوں جانور قربان کر کے بلکہ تمام روئے زمین پر سالانہ اسلامی تہوار عیدالاضحیٰ کے موقع پر منایا جاتا ہے؟ اس کا ایک ہی منطقی جواب ممکن ہے کہ قربانی والا بچہ یقینی طور پر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام تھے۔ اور قربانی عرب میں اس مسجد (خانہ کعبہ) کے پاس ادا ہوئی تھی جو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اسمٰعیل علیہ السلام نے مل کر بنائی تھی۔ بت پرست عربوں کے اس تاریخی شواہد کے علاوہ قرآن مجید میں اس کی بہترین وضاحت کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قربانی کے اس واقعہ کی یاد کو ہمیشہ کے لئے سالانہ حج کے موقعہ پر ادائیگی کے ساتھ محفوظ کر دیا ہے۔

﴿ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ○ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ○ ﴾

(الصّٰفّٰت ۳۷ : ۱۰۷ ، ۱۰۸)

"اور ہم نے بدلا دیا اس کو ایک عظیم قربانی سے اور باقی رکھا ہم نے اس کو پچھلے لوگوں میں (یعنی اس قربانی کو بعد میں آنے والوں کے لئے عظیم رسم بنا دیا)"

اب سوال یہ ہے کہ تورات کو کس نے تبدیل کیا؟ اسمٰعیل علیہ السلام کی جگہ اسحٰق علیہ السلام کا نام قربانی والے بچہ کے طور پر کس نے لکھا؟ اور انہوں نے ایسا کیوں کیا؟ جلد ہی ہم اس کا جواب دیں گے۔

چوتھا ثبوت : اگر اسحٰق علیہ السلام ہی میثاق والے بچے تھے اور اسمٰعیل علیہ السلام میثاق سے خارج شدہ تھے تو اس کا مطلب ہے کہ اسحٰق علیہ السلام ہی کو اللہ تعالیٰ کا وہ منتخب بیٹا ہونا چاہیئے تھا جو اپنے والد ابراہیم علیہ السلام کی اللہ تعالیٰ کا پہلا گھر بنانے میں مدد کرتا۔ وہ متبرک مسجد جہاں سالانہ حج ادا کیا جاتا ہے، اگر ابراہیم علیہ السلام نے یہ مسجد عرب میں بنائی اور اللہ تعالیٰ نے اسمٰعیل علیہ السلام کو اپنے والد ابراہیم علیہ السلام کی اس اہم کام میں مدد کے لئے منتخب کیا تو اس کا مطلب ہے کہ یقیناً اسمٰعیل علیہ السلام میثاق سے اخراج کی بجائے میثاق میں شامل تھے۔ تحریف شدہ تورات کے لکھنے والوں نے تورات میں سے مندرجہ ذیل تمام حوالے نکال دیئے :

- ابراہیم علیہ السلام کا عرب کی طرف سفر اور وہاں پر ہاجرہ اور اسمٰعیل علیہ السلام کو چھوڑنا۔
- ابراہیم علیہ السلام کا اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی میں ایک بہشتی جانور عرب میں ذبح کرنا۔
- ابراہیم علیہ السلام کا اسمٰعیل علیہ السلام کی مدد سے عرب میں اللہ تعالیٰ کا پہلا گھر (کعبہ) تعمیر کرنا۔
- ابراہیم علیہ السلام کا حج کو سالانہ رسم کے طور پر اس مسجد میں جاری کرنا۔

قرآن مجید نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مکہ کی طرف سفر کو واضح طور پر بیان کیا ہے۔ قرآن ہمیں بتاتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بیٹے اسمٰعیل علیہ السلام نے یہ متبرک اور انتہائی اہم کام بنی نوع انسان کے لئے دینِ الٰہیہ کی ترویج و اشاعت کے لئے کیا۔

﴿ وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهِيْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ ﴾ (البقرۃ ۲ : ۱۲۷)

"اور یاد کرو جب ابراہیم اور اسمٰعیل خانہ کعبہ کی بنیادیں اُٹھا رہے تھے، اور دُعا کر رہے تھے، اے ہمارے پروردگار قبول کر ہم سے ہماری اس خدمت کو بے شک تو ہی سننے والا جاننے والا ہے"

اس سے پیشتر جبرائیل علیہ السلام سیدہ ہاجرہ کے پاس آئے جب کہ وہ اس بیابان صحرا میں اکیلی اپنے بچے کے ساتھ چھوڑ دی گئی تھی اور پانی کی تلاش میں سرگرداں تھی۔ جبرائیل علیہ السلام نے اپنی ایڑی زمین پر ماری اور وہاں سے زم زم کا پانی نکلا۔ تب جبرائیل علیہ السلام نے ہاجرہ کو تسلی دیتے ہوئے خبر دی :

"یہاں چھوڑے جانے پر تم پریشان نہ ہو کیونکہ یہ اللہ کے گھر کی جگہ ہے' جسے یہ بچہ اور اس کے والد یہاں تعمیر کریں گے" (بخاری' کتاب الانبیاء)

اللہ تعالیٰ نے میثاق کا لفظ بالخصوص اسمٰعیل علیہ السلام کے لئے استعمال کیا ہے :

﴿ وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ؕ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّی ؕ وَعَهِدْنَاۤ اِلٰۤی اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ اَنْ طَهِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّآئِفِیْنَ وَالْعٰكِفِیْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۝ ﴾ (البقرة ۲ : ۱۲۵)

"اور جب مقرر کیا ہم نے خانہ کعبہ کو اجتماع اور امن کی جگہ لوگوں کے واسطے اور حکم دیا کہ ابراہیمؑ کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کی جگہ بناؤ۔ اور ہم نے عہد کیا ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ کی طرف کہ پاک رکھو میرے گھر کو طواف کرنے والوں' اعتکاف کرنے والوں' رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے لئے۔"

قرآن مجید میں اُس وقت کا بھی ذکر ہے جب ابراہیم علیہ السلام نے سیدہ ہاجرہ کو اس کے بچے اسمٰعیل علیہ السلام کے ساتھ مکہ کی چٹیل وادی میں چھوڑا' جہاں اب اللہ کا گھر موجود ہے (یعنی اس زمین پر جہاں کعبہ بنایا جانا تھا)

﴿ رَبَّنَاۤ اِنِّیْۤ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْۤ اِلَیْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ یَشْكُرُوْنَ ۝ ﴾ (ابراھیم ۱۴ : ۳۷)

"اے ہمارے رب! بے شک میں نے بسایا ہے اپنی اولاد کو اس وادی میں تیرے محترم گھر کے پاس جہاں کھیتی نہیں۔ اے رب ہمارے تاکہ وہ قائم رکھیں نماز پس تو مائل کردے لوگوں کے دل ان کی طرف اور روزی دے ان کو پھلوں سے تاکہ وہ تیرا شکر کریں"۔

سیرت (یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح حیات) کی کتابوں میں مذکور ہے کہ قدیم یہودی عرب کی اس مسجد پر حج کے موقع پر حاضر ہوتے تھے۔ لیکن انہوں نے یہ حاضری اس وقت

چھوڑدی جب عرب بت پرستوں نے بہت سے بت لاکر خانہ کعبہ میں رکھ دیئے۔[1]

نتیجہ واضح ہے کہ جب اسمٰعیل علیہ السلام (اپنے والد ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ) مکّہ میں خانہ کعبہ کی تعمیر کررہے تھے تو اسمٰعیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے میثاق میں یقیناً شامل تھے۔ اس کا مطلب ہے کہ تورات میں مذکور اسمٰعیل علیہ السلام کا میثاق سے اخراج جھوٹ ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کا مکّہ کی طرف سفر اور ان کا وہاں اسمٰعیل علیہ السلام کی مدد سے خانہ کعبہ کی تعمیر کے تمام حوالہ جات کا تورات سے نکال دینا اس لئے تھا کہ دوسری تبدیلیوں مثلاً اسمٰعیل علیہ السلام کا میثاق سے اخراج کی ساتھ موافقت ہوسکے۔

وحی الٰہیہ کے دلائل کے ساتھ ہم نے تاریخی شواہد کے دلائل بھی دے دیئے ہیں' جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے عرب میں مکّہ کی طرف سفر کیا اور وہاں اللہ تعالیٰ کا گھر خانہ کعبہ تعمیر کیا۔ ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر آج کی تاریخ تک عرب مکّہ میں خانہ کعبہ کو ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر مانتے آئے ہیں۔ اور اس دور سے لے کر آج تک ہر سال کعبہ کا حج بھی تاریخی طور پر ثابت شدہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ عرب اُس وقت بھی حج کی اس رسم کو ادا کرتے تھے جب وہ ابراہیم علیہ السلام کے دین پر قائم نہیں رہے تھے بلکہ بت پرست بن گئے تھے۔ ہزاروں سال سے مکّہ میں خانہ کعبہ کے سالانہ حج کی رسم جاری ہے۔ آج ۲۰ لاکھ سے زیادہ لوگ وہاں سالانہ حج کرتے ہیں۔ لوگوں کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ بعض ملکوں کو اپنے حاجیوں پر تعداد کے سلسلہ میں پابندی عائد کرنی پڑتی ہے۔ اگر یہ پابندی نہ ہو تو تعداد ۲۰ لاکھ سے کہیں زیادہ ہو جائے۔

اس تاریخی ثبوت کی اس سے زیادہ مدلل اور ممکن توضیح اور کیا ہوگی؟ حاجی خود کہتے ہیں کہ یہ مسجد (خانہ کعبہ) ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کی تھی۔ اور انہوں نے ہی حج کی رسم جاری کی۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے :

﴿ وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْـًٔا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ○ وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ○ ﴾

(الحج ۲۲ : ۲۶-۲۷)

"یاد کرو وہ وقت جبکہ ہم نے ابراہیمؑ کے لئے اس گھر (خانہ کعبہ) کی جگہ تجویز کی تھی

(اور حکم دیا) کہ شریک نہ کرنا میرے ساتھ کسی کو' اور پاک رکھو میرا گھر طواف کرنے والوں' کھڑے رہنے والوں اور رکوع و سجدہ کرنے والوں کیلئے۔ اور لوگوں کو حج کے لئے اذنِ عام دے دو کہ آئیں تیری طرف پیدل اور دُبلے اونٹوں پر سوار ہو کر ہر دور دراز مقام سے"۔

اس کے علاوہ سیرت کی کتابیں اس بات کی تصدیق کرتی ہیں کہ عرب میں شروع سے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش تک غیر تعلیم یافتہ کفار کا ایک گروہ ایسا موجود تھا جو بت پرستی کا منکر تھا۔ انہیں "حنفاء" کہا جاتا ہے۔ یہ ابراہیم علیہ السلام کے دین کے مطابق عبادت کرنے کے خواہشمند تھے' مگر وہ اس دین سے کلیتاً نابلد تھے۔ وہ ایمان رکھتے تھے کہ کعبہ اللہ کا گھر ہے جسے ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کیا تھا اور اس گھر کا ادب کرتے تھے اور وہ ابراہیم علیہ السلام کی اسمٰعیل علیہ السلام کی جگہ مینڈھے کی قربانی کی یاد میں سالانہ قربانی بھی ادا کرتے تھے۔

ان میں سے ایک آدمی زید بن عامر تھا' اس نے اپنے لوگوں کے مذہب کو چھوڑ دیا۔ بت پرستی اور ایسے جانور' خون یا چیزیں جو بتوں پر چڑھاوے چڑھائے جاتے تھے' ان سے احتراز کیا۔ اس نے چھوٹی بچیوں کے قتل (بت پرستی کی ایک رسم) سے منع کیا اور اعلان کیا کہ وہ ابراہیم علیہ السلام کے خدا کی عبادت کرتا ہے۔ اور وہ علی الاعلان اپنے لوگوں کے طور طریقوں پر اعتراضات کرتا تھا۔ ہشام بن عروہ اپنے والد کے حوالہ سے اپنی والدہ اسماء رضی اللہ عنہا کی زبانی جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں' کہتے ہیں کہ انہوں نے زید کو بڑھاپے کی حالت میں دیکھا جو اپنی پشت کعبہ کے ساتھ لگائے ہوئے تھا اور کہہ رہا تھا : اے قریش! قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں زید کی جان ہے' تم میں سے کوئی بھی سوائے میرے ابراہیم علیہ السلام کے دین کی پیروی نہیں کر رہا" پھر اُس نے کہا : "اے خدا! اگر میں جانتا کہ تو اپنی عبادت کس طرح کروانا پسند کرتا ہے تو میں اسی طرح تیری عبادت کرتا۔ مگر میں نہیں جانتا۔ تب اس نے اپنے آپ کو ہتھیلیوں پر گرا کر خدا کو سجدہ کیا"۔ (۲)

مندرجہ بالا تاریخی تحریر سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کتاب سے لی گئی ہے جو آج سے ۱۲۰۰ سال قبل لکھی گئی تھی۔ اس تحریر سے بہت سے سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ ہم عرب کے ان مشرکوں کی دین ابراہیم علیہ السلام سے وابستگی کی کیا توجیہ کریں؟ ان کی اس مذہبی خواہش کو کیا نام دیں؟ بتوں کی پرستش سے اس انکار کو کیا کہیں جو دین ابراہیم علیہ السلام کے خلاف ہونے کی وجہ سے ہے؟ کعبہ اور حج سے ان کی وابستگی کی کیا وضاحت پیش کریں؟ کعبہ کے پاس

اسمٰعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ سیدہ ہاجرہ کی قبور کے احترام کی کیا توجیہ کریں؟ اس کی اس کے علاوہ اور توجیہ کیا ہو سکتی ہے کہ انہیں معلوم تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کی طرف سفر کیا' وہاں کعبہ کی تعمیر کی' اس عمل میں اسمٰعیل علیہ السلام نے ان کی مدد کی اور یہ بھی کہ وہاں انہوں نے دین ابراہیم علیہ السلام کو قائم کیا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف یہ تصدیق کی کہ دین ابراہیم علیہ السلام عرب میں موجود تھا بلکہ اس شخص کا نام بھی ظاہر کیا جس نے پہلی دفعہ اس دین کو مسخ کیا۔

> ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے سنا: "اے اختم! میں نے عمر بن لحی بن قمہ بن خندف کو دیکھا جو اپنی انتڑیاں جہنم میں گھسیٹ رہا تھا۔ اور میں نے کبھی دو شخص ایک دوسرے سے اتنے ملتے جلتے نہیں دیکھے جیسے تم اور وہ! اختم نے عرض کیا "یہ مشابہت میرے لئے نقصان دہ ثابت ہو گی؟" اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نہیں! کیونکہ تم مومن ہو اور وہ ایک کافر ہے۔ وہ پہلا شخص تھا جس نے اسمٰعیل علیہ السلام کے دین کو بت پرستی رائج کرنے کے لئے تبدیل کیا۔ اور بحیرہ سائبہ' وصیلہ اور حامی وغیرہ کا نظام رائج کیا"۔ (۳)

ابن اسحٰق نے ان حالات کی تشریح کی ہے جو دین دار عربوں کا رخ بت پرستی کی طرف موڑنے کا سبب بنے۔ ان کا کہنا ہے کہ اسمٰعیل علیہ السلام کی نسل میں بت پرستی اس وقت شروع ہوئی جب مکہ ان کے لئے چھوٹا پڑ گیا اور انہیں رہائش کے لئے زیادہ جگہ درکار ہوئی۔ تو ہر ایک جو اس شہر سے کسی دوسری جگہ گیا اپنے ساتھ کعبہ کا ایک متبرک پتھر لے گیا۔ جہاں کہیں کوئی گیا اس پتھر کو عبادت گاہ بنا کر اس کا طواف شروع کر دیا جس طرح وہ کعبہ کا طواف کرتے تھے۔ اس طرح ان میں پتھروں سے عقیدت شروع ہو گئی۔ آہستہ آہستہ زمانہ گزرنے کے ساتھ وہ ابراہیم اور اسمٰعیل علیہما السلام کے اصل دین کو بھولتے گئے اور پتھروں کی پوجا کرنے لگے۔ چنانچہ انہوں نے بھی بت پرستی اسی طرح اختیار کر لی جس طرح دوسروں میں ان سے پہلے تھی۔ تاہم انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کی رسوم کو بھی کسی نہ کسی صورت قائم رکھا۔ مثلاً خانہ کعبہ کا احترام' حج اور عمرہ وغیرہ۔ اور ساتھ ہی اور اعمال کو بھی شامل کر لیا جو دینِ ابراہیم علیہ السلام میں نہیں تھے۔ (۴)

پانچواں ثبوت : قرآن مجید ہمیں بتاتا ہے کہ ابراہیم اور اسمٰعیل علیہما السلام نے اللہ تعالیٰ کے پاک گھر کی سنگلاخ مکہ میں تعمیر کی۔ آدم علیہ السلام نے اسی مقام پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کے

لئے پہلا گھر تعمیر کیا تھا۔ قرآن میں ابراہیم علیہ السلام کی دُعا کا بھی بیان ہے جب وہ عمارت (کعبہ) کی تعمیر کر رہے تھے۔ جس میں انہوں نے دُعا کی کہ ان کے خاندان کے اس حصہ (ہاجرہ اور اسمٰعیل علیہ السلام) میں سے بھی ایک پیغمبر پیدا ہو جو انہوں نے مکہ میں آباد کر رکھا تھا۔

﴿ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ ﴾

(البقرۃ ۲ : ۱۲۹)

"اے رب ہمارے! بھیج ان میں ایک رسول ان میں سے ہی' جو پڑھے ان پر تیری آیتیں اور سکھلادے ان کو کتاب اور حکمت کی باتیں اور پاک کرے ان کو' بے شک تو ہی ہے بہت زبردست بڑی حکمت والا"۔

ابراہیم علیہ السلام نے اسمٰعیل علیہ السلام کی نسل سے ایک پیغمبر کے لئے دُعا کی۔ صرف ایک کیلئے۔ اگر اسحٰق علیہ السلام ہی فقط عہد والے بچے ہوتے تو اس کا مطلب یہ ہو تا کہ اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کی دعا قبول نہیں فرمائی۔ کیونکہ پیغمبری اور وحی الٰہیہ کا نزول میثاق خدا سے وابستہ ہیں اور اس صورت میں یہ صرف اسرائیلیوں کو ہی خصوصی طور پر عطا کئے جاتے۔ تاہم یہ اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق ہوا۔ اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغمبر بنا کر بھیجا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو اسمٰعیل علیہ السلام کی نسل سے تھے۔ یہ ابراہیم کی دُعا کا جواب تھا۔ اسمٰعیل علیہ السلام کی نسل سے کوئی دوسرا پیغمبر نہیں ہوا۔ صرف ایک آپ ہی ہوئے۔

﴿ يٰسٓ ○ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ○ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ○ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ○ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآءُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ○ ﴾ (یٰسٓ ۳۶ : ۱-۶)

"یٰسین! قسم ہے اس حکمت والے قرآن کی۔ آپ یقیناً رسولوں میں سے ہیں' سیدھی راہ پر۔ (یہ قرآن) نازل کیا ہے زبردست رحم والے نے' تاکہ آپ خبردار کریں ایک قوم کو (بنی اسمٰعیل اور عرب لوگ) کہ نہیں خبردار کیا گیا ان کے باپ دادا کو (یعنی ان کی طرف اسمٰعیل علیہ السلام کے بعد کوئی پیغمبر نہیں آیا) سو ان کو خبر نہیں ہے"۔

طبقات ابنِ سعد میں عبدالوہاب بن عطا العجلی سے الضحاک کے حوالہ سے روایت نقل کی گئی ہے کہ سنو! پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "میں اپنے جد امجد ابراہیم علیہ السلام کی دُعا (کا

جواب) ہوں جو انہوں نے تب مانگی جب وہ کعبہ کی عمارت تعمیر کر رہے تھے کہ اے میرے رب ان میں ایک پیغمبر مبعوث فرما"۔ آپ ﷺ نے قرآن مجید کی آیت (البقرہ ۲ : ۱۲۹) تلاوت فرمائی۔ (ابن سعد : کتاب الطبقات الکبیر)

یہ حقیقت کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی دُعا قبول کی اور اسمٰعیل علیہ السلام کی نسل سے محمد ﷺ کو پیغمبر مبعوث فرمایا' بلاشک و شبہ ثابت کرتی ہے کہ اسمٰعیل علیہ السلام عہد سے خارج نہیں تھے۔ یہ تحریف شدہ تورات ہے' جو بیان کرتی ہے کہ وہ عہد سے خارج تھے۔ اور یہ جھوٹ ہے۔

چھٹا ثبوت : یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ دُنیا میں صرف دو قومیں ایسی ہیں جو ختنہ کو بطور مذہبی فریضہ مانتے ہیں۔ بنی اسرائیل (جن کے باقیات آج یہودی ہیں) اور بنی اسمٰعیل علیہ السلام (عرب لوگ) اور دونوں ہی ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے ہیں۔ محمدؐ رسول اللہ ﷺ نے بالخصوص ختنہ کو ابراہیم علیہ السلام کی سنت قرار دیا ہے۔ انہوں نے عربوں کے صرف اس عمل کی تصدیق کی ہے' اگرچہ وہ بُت پرست تھے اور انہیں اس معاملہ میں کوئی نیا کام کرنے کے لئے نہیں کہنا پڑا۔ بت پرست عرب حضور اکرم ﷺ کی پیدائش سے ہزاروں سال قبل سے ختنہ کی رسم پر عمل کرتے چلے آ رہے تھے۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ بت پرست عرب ختنہ کا فریضہ حضور اکرم ﷺ کی تصدیق سے پہلے سے کیوں کرتے چلے آ رہے تھے؟ حالانکہ یہودیوں کے علاوہ اور کوئی یہ کام نہیں کرتا تھا۔ اس سوال کا ایک ہی جواب ہے کہ بُت پرست عرب اس پر اس لئے عمل پیرا تھے کہ وہ اسمٰعیل علیہ السلام کی نسل سے تھے۔ چونکہ ختنہ عہد کا ایک نشان ہونے کی وجہ سے اسمٰعیل علیہ السلام کی نسل پر فرض کر دیا گیا تھا۔ لہٰذا عرب میں موجود یہ تاریخی حقیقت بھی تصدیق کرتی ہے کہ ان کا ابراہیم علیہ السلام کے دین ہی سے تعلق تھا۔ درحقیقت عربوں میں ختنہ کی یہ رسم دین ابراہیمی سے ایک ایسا آفاقی مستحکم تعلق رکھتی تھی کہ قرآن مجید نے اس موضوع پر ایک آیت کی بھی ضرورت محسوس نہیں کی اور یہ بات بہت زیادہ اہم ہے۔ اور بت پرست عربوں میں ختنہ کی رسم کی تشریح کے لئے خیالات کے اظہار کا اللہ تعالیٰ کا ایک طریقہ ہے۔ پھر بھی بہت کم یہودیوں اور عیسائیوں میں اس موضوع پر سوچنے کی تحریک پیدا ہوئی۔

تورات میں واضح الفاظ میں تحریر ہے کہ ختنہ اللہ تعالیٰ اور ابراہیم علیہ السلام کے درمیان

ان کی نسل کے لئے اور ان تمام لوگوں کے لئے جو ان کی پیروی کریں' میثاق کی ایک علامت ہو گا۔

"اور میرا عہد جو میرے اور تیرے درمیان اور تیرے بعد تیری نسل کے درمیان ہے اور جسے تم مانو گے سو یہ ہے کہ ہر ایک نرینہ فرزند کا ختنہ کیا جائے۔ اور تم اپنے بدن کی کھلڑی کا ختنہ کیا کرنا۔ اور یہ اس میثاق کا نشان ہو گا جو میرے اور تمہارے درمیان ہے۔ تمہارے ہاں پشت در پشت ہر لڑکے کا ختنہ ہو گا جب وہ آٹھ روز کا ہو' چاہے کوئی خریدا ہوا غلام جو تیری نسل سے نہ ہو' چاہے تیرا خانہ زاد ہو یا زر خرید ہو اس کا ختنہ کیا جائے اور میرا تمہارے جسم میں ابدی میثاق ہو گا۔ اور وہ فرزند نرینہ جس کا ختنہ نہ ہوا ہو اپنے لوگوں میں سے کاٹ ڈالا جائے کیونکہ اس نے میرا عہد توڑا۔" (پیدائش ۱۷ : ۱۰۔۱۴)

تورات میں مزید مذکور ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنا ختنہ اسی دن کیا جس دن اللہ تعالیٰ کا حکم نازل ہوا۔ نہ صرف انہوں نے اپنا ختنہ کیا بلکہ ہمارے موضوع کے حوالے سے جو زیادہ اہم بات ہے وہ یہ کہ انہوں نے خود اپنے بیٹے اسمٰعیل علیہ السلام کا بھی اسی دن ختنہ کیا۔ لہٰذا اسمٰعیل علیہ السلام نے بھی اس میثاق میں شمولیت کا نشان حاصل کیا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اس دن اسحٰق علیہ السلام ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے جس دن اسمٰعیل علیہ السلام کا ختنہ کیا گیا۔ اب یہ حقیقت کہ اسمٰعیل علیہ السلام کا بھی ختنہ ہوا' اس بات کا اہم ثبوت ہے کہ وہ عہد سے خارج نہیں تھے۔ اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اسمٰعیل علیہ السلام کی نسل اس وقت سے مسلسل ختنہ کو ایک مذہبی فریضہ کے طور پر سرانجام دیتے آ رہے ہیں۔ یہ ایک اہم ثبوت ہے کہ وہ عہد سے خارج نہیں تھے۔ لہٰذا تحریف شدہ تورات کا یہ دعویٰ کہ وہ اس عہد میں شامل نہیں تھے جھوٹ ہے۔

ساتواں ثبوت : جب اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو مطلع فرمایا کہ ان کا درجہ انسانیت کے امام (مذہبی پیشوا) کے طور پر بلند کر دیا گیا ہے تو انہوں نے فوراً سوال کیا کہ میری نسل کا بھی؟ اللہ تعالیٰ کا جواب درج ذیل ہے :

﴿ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ ۝ ﴾ (البقرۃ ۲ : ۱۲۴)

"میرا میثاق ظالموں (چال بازوں) کے لئے نہیں ہوگا"۔

جس کسی نے تورات کو دوبارہ لکھا اور اسمٰعیل علیہ السلام کو میثاق سے خارج کرنے کی

تبدیلی کی اس نے محسوس کیا کہ اسمٰعیل علیہ السلام کے میثاق میں سے اخراج کو منطقی بنانے کے لئے انہیں رسوا کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ تورات میں اسمٰعیل علیہ السلام کے بارے میں یہ نامناسب الفاظ ملتے ہیں :

"...... وہ گورخر کی طرح آزاد مرد ہو گا۔ اس کا ہاتھ سب کے خلاف اور سب کے ہاتھ اس کے خلاف ہوں گے....." (پیدائش ۱۶ : ۱۲)

اس قسم کی عربوں کی تذلیل تو ہمیں یہودی اخبار نیویارک ٹائمز میں ملنے کی توقع ہے مگر تورات میں؟ کیا قرآن مجید تورات میں بیان کردہ اسمٰعیل علیہ السلام کی اس تذلیل کی تصدیق کرتا ہے؟ نہیں ایسا نہیں بلکہ اس کے برعکس قرآن مجید اسمٰعیل علیہ السلام کے ایمان' ان کے کردار اور ان کی روحانی شخصیت کی تعریف کرتا ہے۔

﴿ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ ۙ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ○ وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ○ ﴾

(مریم ۱۹ : ۵۴)

"اور ذکر کیجئے کتاب میں اسمٰعیل کا۔ وہ تھا وعدہ کا سچا اور تھا رسول نبی۔ اور حکم کرتا تھا اپنے گھر والوں کو نماز کا اور زکوٰۃ کا۔ اور تھا وہ اپنے رب کے ہاں پسندیدہ"۔

قرآن مجید اسمٰعیل علیہ السلام کے صبر' ثابت قدمی اور قوتِ برداشت کی تعریف کرتا ہے۔ یہ خصائل بالکل ہی برعکس ہیں اس کے "..... گورخر کی طرح کا مرد....."

اسمٰعیل علیہ السلام کے خصائل ایوب علیہ السلام کے صبر و استقامت کی کہانی کے فوراً بعد ہی بیان کئے گئے ہیں :

﴿ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ ○ وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِيْ رَحْمَتِنَا ؕ اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ ﴾ (الانبیاء ۲۱ : ۸۵' ۸۶)

"اور (یہی نعمت ہم نے دی) اسمٰعیل اور ادریس اور ذوالکفل کو۔ یہ سب ہیں صبر والے۔ اور ہم نے ان کو اپنی رحمت میں لے لیا۔ یقیناً وہ سب نیک بختوں میں سے تھے۔"

قرآن مجید میں ذکر ہے کہ اسمٰعیل علیہ السلام ان لوگوں میں سے تھے جو اللہ تعالیٰ کی رحمت میں شامل ہیں۔ جن کا درجہ اللہ تعالیٰ نے تمام بنی نوع انسان میں بلند کیا۔

﴿ وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا ؕ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴾

"اور اسمٰعیل' اور الیسع اور یونس اور لوط' سب کو ہم نے بزرگی دی سارے جہاں پر۔"

چنانچہ قرآن مجید واضح طور پر تحریف شدہ تورات میں مذکور اسمٰعیل علیہ السلام کے بارے میں جھوٹ کی نشاندہی کرتا ہے اور اس طرح قرآن مجید اسمٰعیل علیہ السلام کو ابراہیم علیہ السلام کے معزز بیٹے ہونے کے درجہ پر فائز کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے میثاق میں پوری طرح شامل رہنے کا حقدار قرار دیتا ہے۔

حواشی :

(۱) ابن اسحٰقؒ کی کتاب "سیرت رسول اللہ ﷺ" کا انگریزی ترجمہ (By A. Guillaume) بعنوان "The Life of Muhammad" آکسفورڈ یونیورسٹی پریس۔ کراچی۔۱۹۶۷ صفحہ ۹

(۲) ایضاً صفحہ ۹۹۔۱۰۰

(۳) ایضاً صفحہ ۳۵

(۴) ایضاً صفحہ ۳۶

کون مسلمان ہے جسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا دعویٰ نہ ہو!
لیکن آپؐ اور آپؐ کے لائے ہوئے دین سے سچی محبت کے تقاضے کیا ہیں،
ہم میں اکثر لوگ اس سے بے خبر ہیں!

اس موضوع پر ڈاکٹر اسرار احمد کی نہایت جامع تالیف

حُبِّ رسُولؐ اور اُس کے تقاضے

خود بھی مطالعہ کیجیے اور دوسروں تک بھی پہنچائیے!

صفحات ۳۲ • قیمت/۶ روپے

شائع کردہ

مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن، ۳۶۔کے ماڈل ٹاؤن، لاہور